اسلام میں بچوں کے حقوق

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى سَيّد الأَنبياءِ وَالمرسَلينَ وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پرنُور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أَجمعِيْن.

اسلام میں بچوں کے حقوق

عزیزانِ گرامی قدر! اسلام نے ہمارے معاشرے میں بچوں کو بھی وہی مقام دیا ہے جو بنی نوع انسانیت کے دیگر طبقات کو حاصل ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے بچوں کے ساتھ جو شفقت ومحبت بھرا سلوک اختیار فرمایا, وہ معاشرے میں بچوں کے مقام ومرتبہ کا عکّاس بھی ہے اور ہمارے لیے مشعلِ راہ بھی، بچوں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اسلام نے بچوں کے حقوق کی پاسداری اُن کی پیدائش کے بھی پہلے سے کررکھی ہے، لہذا ہمیں حکم دیا کہ ان بچوں کے لیے جس ماں کا انتخاب کیا جائے وہ نیک ہو، شریف گھرانے سے ہو، پاک دامن وعمدہ سیرت والی ہو،

بچوں کے انہیں حقوق میں نفقہ، وراثت، وصیّت اور وقف کے اَحکام بھی شامل ہیں، بچوں کے حقوق کا اتنا جامع اِحاطہ کہ ان کی پیدائش سے بھی پہلے اُن کے حقوق کی ضمانت فراہم کی گئی ہے, اسلام کے سوادنیا کے کسی نظامِ قانون میں اس کی نظیر نہیں ملتی، اِسلام نے دیگر اَفرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کے حقوق کو بھی پوری تفصیل سے بیان فرمایا ہے، اسلام سے پہلے لوگ جب اپنی اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے،اِسلام نے اِس قبیح رسم کا خاتمہ کرنے کی بنیاد ڈالی, ایسا کرنے والوں کو عبرتناک انجام کی وعید سنائی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ﴾(١) "یقینًا وہ تباہ ہوئے جو اپنی اولاد کو اَحمقانہ جہالت سے قتل کرتے ہیں، اور جو اللہ نے انہیں روزی دی, اللہ پر جھوٹ باندھنے کے لیے وہ حرام ٹھہراتے ہیں، یقینًا وہ بہکے اور انہوں نے راہ نہ پائی"۔

بھوک واَفلاس کے خدشے سے بھی اولاد کے قتل کی ممانعت کرتے ہوئے قرآنِ حکیم فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍؕ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِیَّاهُمْ﴾(٢) "اپنی اولاد کو مفلسی کے باعث قتل نہ کرو!، ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے"۔

---

(١) پ٨، الأنعام: ١٤٠.

(٢) پ٨، الأنعام: ١٥١.

اِسلام سے قبل بالخصوص بیٹیوں کی پیدائش کو نہایت ہی بُرا سمجھا جاتا تھا, انہیں بے گناہ زندہ ہی دفن کر دیا جاتا تھا، جو سراسر ظلم ہے، بروزِ قیامت اس بارے میں باز پُرس ہوگی، اور اِن ننھی بچیوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس جُرم میں تمہارے ماں باپ نے قتل کیا؟، تو وہ اپنے بے گناہ قتل ہونے کی گواہی دیں گی، جس کا ذکر خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ نے ایک مقام پر اس طرح فرمایا: ﴿وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ۞ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾[1] "جب زندہ دفن کی ہوئی سے پوچھا جائے: کس گناہ پر قتل کی گئی؟", اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو بے گناہ قتل کر دینا حرام اور ظلم ہے، ظالم سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

الحمد للہ! اسلام اللہ تعالیٰ کا سچا دین ہے، اس نے جہاں انسانی زندگی کے مختلف گوشوں کی نگرانی کی، مختلف کاموں میں انسانیت کو سہارا دیا, وہیں اس نے بچوں کی پرورش، تعلیم و تربیت اور نشوونما کا معاملہ بھی نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اس کی اہمیت کو پیشِ نظر رکھا اور مکمل رہنمائی فرمائی، بچوں کو پیدائش سے لے کر جوانی تک جن جن منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے, فطرتِ انسانی کے تقاضوں کے مطابق جہاں جہاں انہیں رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے، دینِ اسلام نے ان تمام مقامات کی نشاندہی کی، بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت، پرورش، خرد و نوش، لباس، حقوق کی ادائیگی، اُن سے

---

(۱) پ ۳۰، التکویر: ۸، ۹.

حسنِ سلوک وغیرہ کا حکم دیا، جبکہ ان حقوق سے رُوگردانی وغفلت کرنے والوں کے لیے سخت وَعیدیں بیان کیں۔

ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے

میرے بزرگو ودوستو! انسان کے یہاں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ فطری طور پر دینِ اسلام ہی پر ہوتا ہے، یعنی بچہ پیدائشی طور پر مسلمان ہی ہوتا ہے، بعد میں اُس کے والدین اُس کا مذہب ودین تبدیل کر دیتے ہیں، جس بچے کو جیسا ماحول ملتا ہے اس پر ویسا ہی اثر ہوتا ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ»[1] "ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اُس کے ماں باپ اُسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"۔

بچے کی ولادت کے بعد کسی نیک ومتقی مسلمان سے اس کے سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اِقامت کہلوانا، اور اسے گھٹی دلوانا، اس کی صحت کا خیال رکھنا، اسے ہر قسم کی ممکنہ بیماریوں سے بچانے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا، بچوں کو ان کی پیدائش ہی سے اِسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا اور اُنہیں اِسلامی آدابِ زندگی سکھانا والدین کا انتہائی اہم فریضہ ہے، بچے کی پیدائش کے فوراً بعد کی ذمہ داری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سیّدنا امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ وُلِدَ لَهُ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الجنائز، ر: ١٣٨٥، صـ٢٢٢.

الْيُسْرٰى، لَمْ تَضُرَّهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ»[1] "جس کے ہاں بچے کی ولادت ہو،وہ اُس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اِقامت کہے،اس کی برکت سے بچے کو مرگی (اُم الصبیان) کا مرض نہیں ہوگا"،اس طرح ایک بچے کو پیدائش کے وقت سے ہی دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرادیا جاتا ہے, جس کی برکت سے آئندہ ہونے والی مرگی جیسی ممکنہ بیماری سے بھی حفاظت مل جاتی ہے۔

عزیز دوستو! بچے کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اُس کا پیارا سا بامعنٰی نام رکھا جائے، اسلام سے قبل لوگ اپنے بچوں کے نام عجیب وغریب رکھا کرتے تھے، حضور نبیٔ اَکرم ﷺ نے ایسے ناموں کو ناپسند فرمایا, اور اچھے نام رکھنے کا حکم دیا، حضرت سیّدنا ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں: آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا: «إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوْا أَسْمَاءَكُمْ»[2] "بروزِ قیامت تم اپنے اور اپنے باپ کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، تو اپنے نام اچھے رکھا کرو!"،اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کے نام ہمیشہ اچھے،محترم اور بامعنی رکھنے چاہییں, اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ انبیائے کرام, صحابہ کرام, اولیائے عظام اور بزرگانِ دین کے ناموں پر نام رکھے جائیں؛ کہ نام بھی اچھا ہو جائے اور بچوں کو

---

(۱) "مسند أبي يعلى" مسند الحسين بن علي بن أبي طالب، ر: ٦٧٧٤، ٥/ ١٧٤.

(۲) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في تغيير الاسماء، ر: ٤٩٤٨، صـ٦٩٧.

بزرگوں کی برکت بھی مل جائے, مثلاً: عبد اللہ, عبد الرحمن, عبد القادر, محمد, احمد اور حامد وغیرہ نام رکھے جائیں۔

حقِ رضاعت

محترم بھائیو! عورت کا بچے کو دودھ پلانا رِضاعت کہلاتا ہے، پیدائش کے بعد بچہ انتہائی کمزور ہوتا ہے, جس کی وجہ سے اُس کے لیے ممکن نہیں کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت اور اَفزائش ماں کے دودھ کے علاوہ خود سے کسی اور غذا کے ذریعے کر سکے، اس لیے قدرتی طور پر بچے کی پیدائش کے بعد ماں کے دل میں بچے کے لیے محبت وشفقت ڈال دی جاتی ہے، جو اسے بچے کو دودھ پلانے پر ابھارتی ہے، اللہ تعالیٰ نے والدین پر مقرّر کیا ہے کہ وہ بچے کو دودھ پلانے کا اہتمام کریں؛ کہ یہ بچے کا ایک بنیادی حق, اور اس کی صحت کے لیے بے حد مفید ہے، جدید میڈیکل ریسرچ سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ بچے کے جسمانی ونفسیاتی تقاضوں کے پیشِ نظر دو سال کی مدّتِ رِضاعت انتہائی ضروری ہے, اسی میں ماں اور بچے دونوں کی صحت کا راز ہے، یہ اسلام کی تعلیمات کا فیض ہے کہ اہلِ اسلام کو زندگی کے وہ رہنما اُصول ابتداء ہی سے بتائے جن کی تائید, تصدیق اور تحقیقات آج صدیوں بعد سائنس کر رہی ہے، بچے کے اس حق کے بارے میں اللہ ربُّ العالمین کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ج لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ م بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ج فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا

عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَإِنْ أَرَدْتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوْٓا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾(۱) "مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں، یہ اس کے لیے جو دودھ پلانے کی مدّت پوری کرنا چاہے، اور بچے کے والد پر حسبِ دستور عورتوں کا کھانا پہننا ہے، کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھا جائے گا، ماں کو اس کے بچہ سے تکلیف نہ دی جائے اور نہ والد کو اس کی اولاد سے تکلیف دی جائے، یاماں اپنے بچہ کو کسی طرح نقصان نہ پہنچائے, اور نہ باپ اپنی اولاد کو کسی طرح نقصان پہنچائے، اور جو باپ کا قائم مقام ہے اُس پر بھی ایسا ہی واجب ہے، پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو اُن پر کوئی گناہ نہیں، اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تب بھی تم پر کوئی حرج نہیں, جبکہ انہیں جو دینا مقرّر ہوا تھا بھلائی کے ساتھ ادا کر دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے"۔

حقِ پرورش

میرے بزرگو و دوستو! بچوں کی پرورش والدین کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ترین ذمہ داری ہے، انسان کوشش کرے کہ اپنے بچوں کو اچھا کھلائے پلائے، شریعت کے دائرے میں رہ کر ان کی جائز ضروریات کو پورا کرے، انہیں گناہوں سے بچاتا

---

(۱) پ۲، البقرة: ۲۳۳.

رہے، نیکیوں کی طرف ان کی راہنمائی کرے، بُری صحبت سے بچا کر نیک لوگوں کی صحبت کے لیے رغبت دلاتا رہے، انہیں نیک لوگوں کے واقعات سنائے، انہی لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کرے، اولاد کی پرورش اس طور پر کرے کہ وہ اَخلاقی خوبیوں سے مزیّن ہو جائیں، اور یہ بات واضح ہے کہ بچوں کی اچھی تربیت و پرورش بھی آخرت میں نَجات اور جنّت میں داخلے کا ایک اہم سبب ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا، مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ»(۱) "جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ اُن کی اچھی نیک تربیت و پرورش کرے، تو وہ دونوں اُسے جنّت میں لے جائیں گی"۔

حقِ تربیت

بچوں کے حقوق میں سے ایک اہم حق یہ بھی ہے کہ بچوں کی اچھی تعلیم و تربیّت کی جائے، بچوں کی اچھی تربیت کرکے انہیں اچھا، ذمہ دار اور مثالی مسلمان بنایا جائے، یہ والدین کی اوّلین ذمہ داری ہے؛ کیونکہ اگر بچے کی صحیح دیکھ بھال کی جائے تو وہ بڑا ہو کر بے شمار قابلیتوں کے ساتھ دنیا میں بہتر کردار ادا کرتا ہے، خود اپنے آپ کو اور پورے معاشرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے, بچوں کی تربیت کے ابتدائی مراحل کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ

(۱) "سنن ابن ماجة" كتاب الأدب، ر: ۳٦۷۰، صـ٦۲۲.

أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ»[1] "اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کی ہو جائے تو نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس برس کے ہوں تو (نماز نہ پڑھنے پر) اُنہیں مارو، اور ان کے بستر الگ الگ کردو"۔

حقِ شفقت ورحمت

عزیزانِ محترم! والدین پر لازم ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ نرمی، شفقت، محبت وپیار سے پیش آئیں، بے جا سختی اور ڈانٹ ڈپٹ کا بچوں پر بُرا اثر پڑتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چوما، ایک اَعرابی رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا، اُس نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں, میں نے تو کبھی کسی کو نہیں چوما!، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا: «مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ»[2] "جو رحم نہیں کرتا, اُس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔

حقِ عدل وانصاف

برادرانِ اسلام! اولاد کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ انہیں کچھ دینے میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے، کسی کو زیادہ, کسی کو کم دینا ناانصافی وظلم ہے،

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، ر: ٤٩٥، صـ٨٢.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الهبة وفضلها...، ر: ٢٥٨٦، صـ٤١٨.

حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے: اُن کے والد بشیر انہیں لے کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام تحفے میں دیا ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ؟» "کیا تم نے اپنے ہر بچے کو ایسا ہی تحفہ دیا ہے؟، حضرتِ بشیر نے عرض کیا: نہیں، مصطفی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «فَأَرْجِعْهُ»[1] "تو پھر اس سے بھی واپس لے لو!"۔

یتیم بچے کا حق

محترم بھائیو! اسلام نے جہاں ہمیں ہماری اپنے بچوں کے حقوق کی پاسداری میں رہنمائی فرمائی، وہیں یتیم بچوں کے حقوق پر بھی بہت تاکید فرمائی، قرآنِ حکیم میں کئی مقامات پر یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک، محبت وشفقت سے پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے، یتیموں کے اَموال کی حفاظت اور اُن کی نگہداشت کی تلقین کی گئی ہے، اُن کے ساتھ زیادتی کرنے والے، ان کے حقوق پامال اور ان کا مال غصب کرنے والے کے لیے سخت وعید آئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٥٩٩٧، صـ١٠٤٩.

سَعِيرًا﴾(۱) "وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں، اور وہ جلد ہی دہکتی آگ میں جاگریں گے"۔

برادرانِ ملتِ اسلامیہ! جس گھر میں یتیم بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جا رہا ہو، وہ گھر بظاہر کتنا ہی خستہ حال ہو، یا مالی حالات کتنے ہی کمزور ہوں، لیکن اسلام کی نظر میں وہ عظیم وعالی شان گھرانہ ہے، اور جس گھر میں یتیم بچوں کے حقوق پامال ہوتے ہوں، ان سے نارَوا سلوک کیا جارہا ہو، وہ گھر بظاہر کتنا ہی اچھا ہو، مالی طور پر مستحکم ہو، لیکن وہ اسلام کی نظر میں سب سے بُرا گھرانہ ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ»(۲) "مسلمانوں میں سب سے اچھا گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے، اور بدترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جائے"۔

حاصلِ کلام

رفیقانِ گرامی قدر! ہر شخص جانتا ہے کہ قوموں کے عروج وزوال کا راز بڑی حد تک نئی نسل کی تعلیم وتربیت میں پوشیدہ ہے، ان کی پرورش اگر اچھے انداز پر ہو ان میں

---

(۱) پ ٤، النساء: ١٠.

(۲) "سنن ابن ماجة" كتاب الأدب، باب حقّ اليتيم، ر: ٣٦٧٩، صـ٦٢٣.

عقائد کی پختگی، اَخلاق کی درستگی، اعمال کی پاکیزگی آجائے تو پھر ان میں بلندئ کردار، وسعتِ فکر ونظر اور عزتِ نفس کا اِحساس پیدا ہوجاتا ہے، قوموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ جن لوگوں نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دی وہ ہر زمانے میں کامیاب رہے، اور جن لوگوں نے اس بات کی اہمیت محسوس نہیں کی, اولاد کی صحیح پرورش وتربیت سے غافل رہے, معاشرے میں انہیں کوئی عزت نہ مل سکی، اسلام کی تعلیمات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اِسلام نے دیگر اَفرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کو بھی زندگی، تعلیم و تربیت اور دیگر بنیادی حقوق کی ضمانت دیتے ہوئے ایک مثالی تہذیب کی بنیاد رکھی ہے، اِسلام نے بچوں کے حقوق کی بنیاد ان کی پیدائش سے بھی پہلے قائم فرمائی، جس کا مقصد آئندہ نسلوں کی بہتر نشوو نما اور بچوں کو معاشرے کا ایک اچھا فرد بنانے پر زور دینا ہے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے بچوں کا حق ادا کرنے، ان سے تکلیف دہ چیزیں دُور کرنے، انہیں نیکی کا حکم کرنے، بُرائی سے روکنے، ان سے نرمی کا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرما، ہمیں ان کی اچھی و نیک تربیت کی توفیق دے، اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن و سُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے, سرکارِ دو عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اِن کی حفاظت و شکر کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفٰی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری دعاؤں

سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بنا، اے اللہ! متّحدہ عرب اِمارات کے بانی شیخ زاید اور دیگر حکّام کی مغفرت اور اُن پر اپنی رَحمت فرما، شیخ خلیفہ اور دیگر حکّامِ اِمارات کی حفاظت فرما، اِن سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ وّعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.